انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

شاہ انگلستان

اور مرزائے قادیان

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

دیباچہ قابل ملاحظہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین.

جس بات کو خدا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اُس کے اسباب مختلف پیدا کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان بھی اس کے کذب کی شہادت دینے لگ جاتے ہیں۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ. (الدخان : ۲۹)

ہمارے ملک میں مذہبی حیثیت سے مرزا قادیانی کے دعوئ الہام کے برابر کوئی جھوٹی بات نہیں۔ اس لئے خدا نے ان کے اظہارِ کذب کے لئے بھی مختلف اسباب پیدا کئے۔ یہاں تک کہ آسمان و زمین نے بھی ان کے کذب پر شہادت دی۔ کیا سچ ہے:

تری تکذیب کی شمس و قمر نے
ہوا مدت کا خوب اِتمام مرزا

مگر مرزا قادیانی کے راسخ مریدوں نے ان شہادتوں کو بھی پسِ پشت ڈالا۔

كَمْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ. (یوسف: ۱۰۵)

ترجمہ: ''آسمان اور زمین میں کئی ایک نشان ہیں جن پر لوگ منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں۔''

آخر خدا تعالیٰ نے اپنی مخفی مصلحت سے دنیا کا سب سے بڑی شان و شوکت کا آدمی جو نہ صرف ہم ہندوستانیوں کا بلکہ دیگر بہت سے ممالک کا بادشاہ ہے یعنی جارج پنجم شاہِ انگلستان و قیصرِ ہند کو ہندوستان میں اِس غرض کے لئے بھیجا کہ ہندوستان کے لوگوں کو عموماً اور مرزا قادیانی

کے معتقدین کو خصوصاً اعلان کردے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ الہام غلط بلکہ کذب ہے۔ چنانچہ شاہِ انگلستان نے دسمبر ۱۹۱۱ء کو دہلی دارالحکومت ہند میں بہت بڑے جلسہ میں مرزا قادیانی کے الہامی دعویٰ کا ''دروغ بے فروغ'' ہونا اعلان فرمایا' مگر اس کو انہی کانوں نے سُنا اور انہی آنکھوں نے دیکھا جن کی بابت عارفانہ رنگ میں یہ شعر ہے:

برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

اس دعوٰی کا ثبوت ہم اِس چھوٹے سے رسالہ میں دیں گے۔ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں۔

بنگالیوں کی دل جوئی

لارڈ کرزن وائسرائے ہند نے ملک بنگالہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو جدا جدا صوبے بنا دیئے۔ مغربی بنگال' جس کا صدر مقام کلکتہ تجویز ہوا اور مشرقی بنگال' جس کا صدر مقام ڈھاکہ مقرر ہوا۔ اِس تقسیم کو بنگالیوں نے بہت بُرا سمجھ کر کوشش کی کہ یہ تقسیم منسوخ کی جائے اور مثل سابق دونوں صوبوں کا گورنر ایک ہی ہو' مگر گورنمنٹ کی طرف سے اس کا جواب نفی ہی میں ملتا رہا۔ اس پر ہوا کا رُخ دیکھ کر مرزا قادیانی نے ایک الہام شائع کیا کہ:۔

''پہلے بنگال کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی۔''

(تذکرہ: ص ۵۹۶ طبع سوم)

اس کے بعد مرزا قادیانی نے اپنی آخری کتاب ''حقیقت الوحی'' میں اِس کی تشریح یوں کی ہے:۔

'' ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی کی گئی تھی۔ جس کے یہ الفاظ تھے: ''پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی''۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا اور یہ حکم بنگالیوں کی دل شکنی کا باعث اس قدر ہوا تھا کہ گویا اُن کے گھروں میں ماتم پڑ گیا تھا' اور انہوں نے تقسیم بنگالہ کے

رُک جانے کی نسبت بہت کوشش کی مگر نا کام رہے' بلکہ برخلاف اس کے یہ نتیجہ ہوا کہ ان کا شور و غوغا گورنمنٹ کے افسروں نے پسند نہ کیا' اور اُن کی نسبت ان افسروں کی طرف سے جو کچھ کاروائیاں ہوئیں' ہمیں اس جگہ ان کی تفصیل کی بھی ضرورت نہیں۔ خاص کر فلر لفٹیننٹ گورنر کو انہوں نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا' اور ایسا اتفاق ہوا کہ ان ایام میں بنگالی لوگ اپنے افسروں کے ہاتھ سے دُکھ اٹھا رہے تھے' اور سر فلر کے انتظام سے جاں بلب تھے' مجھے مذکورہ بالا الہام ہوا یعنی یہ کہ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا' اب ان کی دلجوئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے اس پیشگوئی کو انہیں دنوں میں شائع کر دیا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بنگالہ کا لفٹیننٹ گورنر فلر صاحب' جس کے ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آ گئے تھے' اور اس قدر شاکی تھے کہ ان کی آہیں آسمان تک پہنچ گئی تھیں' یکدفعہ مستعفی ہو گیا۔ وہ کاغذات شائع نہیں کئے گئے جن کی وجہ سے استعفا دیا گیا' مگر فلر صاحب کے استعفا پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیوں نے کیا ہے' جیسا کہ بنگالی اخباروں سے ظاہر ہے' وہ سب سے بڑھ کر گواہ اس بات پر ہے کہ بنگالیوں نے فلر کی علیحدگی میں اپنی دلجوئی محسوس کی ہے اور فلر کے استعفا دینے سے اُن کے خوشی کے جلسے اور عام طور پر خوشی کے نعرے اس بات کی شہادت دے رہے ہیں' کہ درحقیقت فلر کی علیحدگی سے ان کی دلجوئی ہوئی ہے' بلکہ پورے طور پر دلجوئی ہوگئی ہے' اور یہ کہ انہوں نے فلر کی علیحدگی کو اپنے لئے گورنمنٹ کا بڑا احسان سمجھا ہے۔ پس فلر کے استعفیٰ میں جس غرض کو کہ گورنمنٹ نے اپنی کسی مصلحت سے پوشیدہ کیا ہے' وہ غرض بنگالیوں کی بے حد خوشیوں سے ظاہر ہو رہی ہے' اور اس سے بڑھ کر پیشگوئی کے پورا ہونے کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ بنگالیوں نے اپنی دلجوئی اس کارروائی میں خود مان لی۔ گورنمنٹ کا بے انتہا شکر کیا ہے' اور یہ میری پیشگوئی صرف ہمارے رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' میں ہی شائع نہیں ہوئی تھی بلکہ پنجاب کے بہت سے اخباروں نے اس کو شائع کیا تھا۔ یہاں تک کہ خود بنگالہ کے بعض نامی اخباروں نے اس پیشگوئی کو شائع کر دیا تھا۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۲۹۶ تا ۲۹۸۔ خزائن ج ۲۲ ص ۳۰۹ تا ۳۱۱)

اس اقتباس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق مرزا قادیانی کے نزدیک سر فلر گورنر مشرقی بنگال کی تبدیلی ہے اور بس۔

اس اقتباس منقولہ از ''حقیقۃ الوحی'' میں مرزا قادیانی نے جس رسالہ ''ریویو'' کا ذکر کیا ہے۔ جس کی بابت لکھا ہے ''ہمارے رسالہ ریویو میں درج تھی'' اس کی عبارت درج ذیل ہے:۔

''بنگالہ کی نسبت جو پیشگوئی آج سے چھ سات ماہ پہلے شائع کی گئی تھی' اس پر غور کرو کہ

کس صفائی سے پوری ہوئی۔ پیشگوئی کے شائع ہونے کے وقت بنگالیوں کی شورش اور فساد حد درجہ تک پہنچی ہوئی تھی' اور ادھر سر فلر کی گورنمنٹ اس بات پر تُلی ہوئی تھی کہ اس تمام فساد کو زور سے دبا دیا جائے۔ ایسے وقت میں دو قسم کی اُمیدیں تو لوگوں کے دلوں میں ضرور تھیں' یعنی بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ شاید گورنمنٹ بنگالیوں کی شورش وغیرہ سے دب کر تقسیم بنگال کو منسوخ کر دے گی۔ چنانچہ بعض نجومیوں نے ایسی پیشگوئیاں اپنی جنتریوں میں شائع بھی کر دی تھیں۔ دوسری طرف سے جو لوگ اس امر سے واقف تھے کہ سر فلر کیسا مستعد اور کسی سے نہ دبنے والا حاکم ہے' ان کا یہ خیال تھا کہ گورنمنٹ اس تمام شورش کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی' اور قانون کے منشاء کے مطابق اس شورش کو (مناسب ذرائع عمل میں لاکر) فرو کرے گی' لیکن ان دو خیالوں کے سوا اور کوئی خیال اُس وقت کسی نے ظاہر نہیں کیا۔ انہی حالات کے نیچے ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس حکم کے متعلق' جو ہو چکا ہے' اب گورنمنٹ صرف ایسا طریق اختیار کرے گی جس سے بنگالیوں کی دلجوئی ہو' جس کا یہ صاف صاف مفہوم ہے کہ جو خیال لوگوں کے دلوں میں ہیں' وہ دونوں پورے نہیں ہوں گے' بلکہ ایک ایسا طریق اختیار کیا جائے گا جس سے تقسیم بھی منسوخ نہ ہو اور اہل بنگال کی دلجوئی بھی ہو جائے۔ اب جس وقت تک نئے صوبہ کی حکومت سر فلر کے ہاتھ میں تھی' اس وقت تک کسی بات سے بنگالیوں کی دلجوئی کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا تھا' کیونکہ ایک طرف تو سر فلر بھی ایک زبردست حاکم تھا' اور دوسری طرف بنگالیوں کو اس سے اس کی بعض کارروائیوں کے سبب سے خاص عناد تھا' اور بظاہر پانچ سال تک' جب تک سر فلر کا زمانہ حکومت خود بخود ختم ہو جاتا' گورنمنٹ کی پالیسی بنگالیوں کی نسبت بدل نہیں سکتی تھی' مگر وہ علیم خدا جس نے اپنے بندہ پر پیش از وقت یہ ظاہر کیا تھا کہ اب بنگالیوں کی دلجوئی ہو گی' وہ خوب جانتا تھا کہ کس طرح پر واقعات پیدا ہونے والے ہیں' جن سے دلجوئی کی جائے گی۔ چنانچہ یک بیک جب کسی کو خیال بھی نہ تھا' سر فلر نے استعفا پیش کیا اور گورنمنٹ نے اسے منظور کیا۔ یہ بات کہ اس استعفا سے بنگالیوں کی دلجوئی ہوئی' ایسی صاف ہے کہ ایک سخت سے سخت دشمن بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ جو خوشیاں بنگالہ میں سر فلر کے استعفا پر ہوئی ہیں اور جس طرح پر بنگالی اخباروں نے خوشی کے نعرے بلند کئے ہیں' اور کالموں کے کالم اسی خوشی میں سیاہ کئے ہیں' اس سے بہت کم لوگ ناواقف ہوں گے' اور یہ سب باتیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ بنگالیوں نے گورنمنٹ کی اس دلجوئی کو خوب محسوس کیا ہے۔''

(ریویو آف ریلیجنز۔ بابت ج ۵ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ ص ۳۴۷)

یہ عبارت بقلم مسٹر محمد علی ایم۔اے۔ایڈیٹر ریویو اور بتصدیق مرزا قادیانی شائع ہوئی ہے' کیونکہ آپ نے اس رسالہ کو اپنا رسالہ کہا ہے' جو درحقیقت ہے بھی انہی کا' اور اس عبارت کا خود حوالہ بھی دیا ہے' اس لئے یہ عبارت مرقومہ مسٹر محمد علی اور مصدقہ مرزا قادیانی ہے۔اس عبارت میں صاف طور پر اظہار کیا ہے کہ پیشگوئی ہٰذا سے یہ مراد ہے کہ تقسیم بنگالہ منسوخ نہ ہوگی' بلکہ اور کوئی صورت دلجوئی کی تجویز کی جاوے گی' یعنی صوبہ کے لاٹ سر فلر کا استعفا قبول کیا جائے گا۔ بہت خوب۔ پھر ہوا کیا؟ یہ کہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۱۱ء کو بادشاہ جارج پنجم قیصر ہند شاہ انگلستان نے دہلی میں آ کر دربار کیا اور اس میں بالفاظ ذیل اعلان فرمایا:۔

> ''مابدولت (بادشاہ) اپنی رعایا پر اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ اپنے وزراء کی صلاح پر' جو ہمارے گورنر جنرل باجلاس کونسل سے مشورہ لے کر پیش کی گئی تھی' مابدولت نے گورنمنٹ آف انڈیا کا صدر مقام کلکتہ سے قدیم دارالسلطنت دہلی میں بدلنے اور اس تبدیلی کے نتیجہ پر جس قدر جلد ممکن ہو سکے الگ گورنری احاطہ بنگال کے لئے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے' جیسے ہمارے گورنر جنرل باجلاس کونسل ہمارے سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا باجلاس کونسل کی طرف سے مناسب طریقہ پر قرار دیں۔''

(روزنامہ پیسہ اخبار۔۱۵ر دسمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

اس اعلان سے تقسیم بنگالہ منسوخ ہوگئی۔ چنانچہ اب سارا بنگالہ ایک ہی گورنر (لاٹ) کے ماتحت ہے' اور یہی ان کو مطلوب تھا۔اعلان شاہی سے بنگالیوں کو جو مسرت ہوئی وہ مندرجہ ذیل خبر سے ثابت ہوتی ہے:

> ''دہلی میں جب بنگالیوں نے منسوخی تقسیم کا اعلان سُنا تو ان کو اس قدر خوشی ہوئی کہ جب حضور شہنشاہِ معظم (جلسہ سے) تشریف لے گئے' تو انہوں نے نہایت ادب سے تخت کو جھک جھک کر سلام کئے اور بوسے دیئے۔''

(روزنامہ پیسہ اخبار ۱۶ر دسمبر ۱۹۱۱ء ص ۸)

اس شاہی اعلان اور اس خبر سے مرزا قادیانی کی پیشگوئی صاف غلط ہوئی جو ریویو کے الفاظ میں مشرح لکھی گئی تھی کہ تقسیم بنگالہ منسوخ نہ ہوگی۔اس میں کوئی کلام نہیں کہ تقسیم بنگال حسب منشاء بنگالیان منسوخ ہو کر صوبہ بنگال بجائے دو کے ایک صوبہ بن گیا۔

دنیاوی خیال کے لوگوں کی نگاہ میں بادشاہ کا آنا مُلکی انتظام کے لئے تھا۔حالانکہ اس سے پہلے کوئی بادشاہ انگلستان سے ہندوستان میں نہ آیا تھا' مگر عارفانہ نگاہ میں بادشاہ کا آنا اِس مخفی

حکمت سے تھا کہ ہندوستان میں اعلان کردے کہ پنجابی مدعی نبوت اور مدعی الہام و بشارت کا دعویٰ غلط ہے۔ اسی لئے ہم نے شروع میں لکھا ہے کہ خدا نے اپنی مخفی مصلحت کے لئے بادشاہ کو بھیجا' جس کے راز کی اطلاع خود بادشاہ کو بھی نہ تھی تا کہ خدا اس سے وہ اعلان کرائے جس سے مدعی کاذب کا کذب دنیا پر نمایاں ہو جائے۔ الحمدللہ۔ **واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔**

ہوا کا رُخ: مگر مرزا قادیانی اور ان کے مریدین بھی غضب کے تاڑ باز ہیں۔ مرزا قادیانی نے تقسیم بنگال کی نسبت اعلیٰ حکام کے انکار پر انکار سُن کر ہوا کا رخ یہ سمجھا کہ اب تقسیم بنگالہ منسوخ نہ ہوگی۔ اس لئے انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ تقسیم تو منسوخ نہ ہوگی مگر اور کسی طرح دلجوئی کی جاوے گی' جو سر فلر گورنر مشرقی بنگال کے مستعفی ہونے سے پوری ہوگئی لیکن جونہی کہ شاہ انگلستان کے فرمان سے تقسیم منسوخ ہوئی' اس وقت مرزا قادیانی تو زندہ نہ تھے۔ وہ ہوتے تو ہوا کا رُخ خوب تاڑ جاتے مگر مریدوں نے بھی اپنی ذہانت اور ہواشناسی سے جو کام لیا' وہ خوب لیا۔

ہواشناسانِ لاہور خواجہ کمال الدین اور مسٹر محمد علی صاحبان لکھتے ہیں۔ ناظرین توجہ سے سُنیں:

''اس مادہ پرستی کے زمانہ میں جبکہ تقریباً کل کی کل دنیا اسبابِ دنیا کی تلاش میں منہمک ہو کر خدا کی یاد دلوں سے عملاً بھلا رہی ہے' عجب نہ تھا کہ خداوندِ عالم اصلاحِ عالم کی خاطر اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق از سرِ نو دنیا کو اپنی ہستی کا ثبوت دے کر اپنی یاد دنیا میں پیدا کرے' نو برس کے قریب زمانہ گزرا جب لارڈ کرزن صاحب وائسرائے ہندوستان نے اُن خالص مصالح مُلکی کے ماتحت' جن کا احساس غالباً ۱۸۶۷ء میں ایام وزارت لارڈ نارتھ کوٹ صاحب بہادر سے شروع ہو چکا تھا' آخر کار ملک بنگالہ کے متعلق وہ حکم نافذ فرمایا کہ جس سے بنگال کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ یہ تقسیم اگرچہ زیادہ تر انتظام ملک میں سہولت پیدا کرنے کے لئے وقوع میں آئی تھی لیکن اس کا جو اثر اہل بنگال پر ہوا اور اس سے جو نتائج پیدا ہوئے وہ محتاجِ تشریح نہیں۔ تقسیم بنگال کو اہل بنگال نے ایک قوی صدمہ سمجھا' اور اس صدمہ کا اظہار جائز اور ناجائز طریق پر کیا گیا۔ اگر ایک طرف ایجیٹیشن اور پولیٹکل جلسوں کے ذریعہ ملک میں شور کیا گیا' تو دوسری طرف قتل' ڈکیتیاں' بلوے' بدامنی' فساد' قیمتی سے قیمتی جانوں پر حملے' الغرض طرح طرح کے جرائم اور بدعملیوں نے اس رنج و صدمہ کے اظہار کی صورت اختیار کی۔ یہ حکم اگر کسی چھوٹے موٹے افسر کا ہوتا تو شاید ملک کی یہ خطرناک حالت اس کو قابل ترمیم ٹھہرا دیتی' لیکن یہ حکم نہ صرف ایک بادشاہ کے نائب کا ہی حکم تھا

کہ جس کی تائید میں وزیرِ ہند کی اجازت بھی تھی‘ اور اس لئے بنگالی شور وشر پر ایسے حکم کی ترمیم و تنسیخ شاہی رعب اور ملکی سیاست کے منافی تھی‘ بلکہ یہ حکم اُن مصالح حقہ پر مبنی تھا‘ کہ جن کا نفاذ پریزیڈنسی بنگال کے حسنِ انتظام کے لئے ازبس ضروری سمجھا گیا تھا۔ پریزیڈنسی بنگال میں ملک بنگال کے علاوہ بہار‘ اڑیسہ‘ چھوٹا ناگپور کا جمع ہو جانا انتظامی مشکلات کا موجب ہو کر عمائد سلطنت کو مدت سے تقسیم بنگالہ کی طرف راغب کر رہا تھا۔ بالمقابل تقسیم بنگالہ کی مخالفت میں بنگالی یا غیر بنگالی اہل الرائے اصحاب کی طرف سے جو کچھ کہا سنا گیا‘ اُس میں بھی کوئی ایسی وزنی بات نہ تھی کہ جس سے گورنمنٹ کی اس فعل پر جائز نکتہ چینی ہو سکتی‘ اور حق تو یہ ہے کہ تقسیم بنگالہ کے مضرات جو بروقت تقسیم اہل الرائے طبقے کی طرف سے بیان کئے گئے‘ وہ مشتعل شدہ طبائع کے وہم وخیال کا ہی نتیجہ تھے۔ دراصل وہ واقعات ابھی اس ملک میں پیدا نہ ہوئے تھے کہ جس سے بنگالیوں کی یہ شکایت‘ جو بالکل وہمی تھی‘ حقیقی ہو جاتی۔ اس لئے ایسے وقت میں گورنمنٹ نے بدامنی کو انارکزم کی حالت میں دیکھنا قبول کیا لیکن شاہی سیاست نے گورنمنٹ کی پالیسی میں تبدیلی گوارا نہ کی۔ اہل بنگال اپنی جائز اور ناجائز کوشش میں ناکام رہے‘ گو لارڈ کرزن کا اچانک چلے جانا اور ان کی جگہ لارڈ منٹو جیسے مرنجان مرنج انسان کا آنا‘ لارڈ مارلے جیسے حکیم مزاج انسان کا عنانِ وزارت کو ہاتھ میں لینا بنگالیوں کے لئے موجبِ اطمینان ہوا‘ اور ان دو مدبّرانِ سلطنت نے مفید سے مفید احکام ہند میں جاری کئے۔ لیکن تقسیم بنگال کے متعلق جب بھی ان عالی مرتبت عمّالِ سلطنت کو رائے ظاہر کرنے کا موقع ملا‘ انہوں نے اس حکم تقسیم کو پتھر پر لکیر ہی بتلایا۔ عین ایسے وقت جب اِس حکم نے قطعیت کا رنگ اختیار کر لیا اور اہل بنگال کو اس کی ترمیم سے ہمیشہ کے لئے مایوس کر کے ان کو کوتاہ ہتھیاروں پر لا اُتارا‘ خدائے علیم وقدیر کی مقتدر آواز ذیل کے پُر سطوت الفاظ میں خدا کے ایک خاص الخاص بندہ پر نازل ہوئی ’’پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دل جوئی ہوگی۔‘‘ اور کیا شان ربی ہے کہ آج تقریباً چھ برس کے بعد یہ الفاظ لفظاً لفظاً اور معناً معناً پورے ہو گئے۔ ان مقدس کلمات میں یہ امر نہایت ہی غور طلب ہے کہ ان الفاظ سے یہ نہیں پایا جاتا‘ کہ وہ حکم آخر کار منسوخ ہوگا‘ کہ جس نے بنگالہ کو تقسیم کر کے بنگالیوں میں شورش پیدا کر رکھی تھی‘ بلکہ یہ الفاظ کسی ایسی ترمیم کا پتہ دے رہے ہیں کہ جس ترمیم کو کسی آئندہ وقت پر گورنمنٹ اہل بنگال کی دلجوئی کے لئے اختیار کرے گی۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی پر تقسیم بنگالہ کی منسوخی یا بحالی کا اشارہ ہوتا تو اسے عقلیہ قیاس پر مبنی قرار دینا عین صحیح اور درست ہوتا۔ کیونکہ سیاسی نکتہ خیال جہاں ایک طرف اس کی بحالی کی سفارش کر رہا تھا‘ وہاں ملک کی شوریدہ سری اِس تقسیم کے منسوخ ہو جانے پر طبائع کو

متوجہ کر رہی تھی، لیکن یہ پاک الفاظ کسی نجوم، رمل یا حکیمانہ اٹکل بازی کے ماتحت نہ تھے، بلکہ یہ اُس علیم وقدیر خدا کے منہ بولے الفاظ تھے کہ جس کے علم میں وقت آنے والا تھا جب حکم تقسیم بعض نئے واقعات کے پیدا ہو جانے پر گورنمنٹ کے نزدیک بھی ایک حد تک اہل بنگالہ کے لئے مضر ثابت ہو گا، اور پھر اس وقت اہل بنگالہ کی دلجوئی اسی میں سمجھی جائے گی کہ اس کا ضرر رسان حصہ ترمیم کر دیا جاوے۔ کیا ۱۹۰۶ء میں کوئی شخص گورنمنٹ کو یقین دلا سکتا تھا کہ یہ حکم ایک دن فی الواقعہ قابل ترمیم ہو کر اہل بنگالہ کی دلجوئی اُس سے چاہے گا؟ ۱۹۰۶ء تک تو خود بنگالہ کے اہل الرائے کھلے کھلے الفاظ میں کسی حقیقی مضرت کا پتہ نہ دے سکتے تھے، جو تقسیم بنگالہ ان کے لئے پیدا کرنے والی تھی، تو پھر اس وقت وہ کس دلجوئی کے مستحق سمجھے جاتے؟ یہ تو ۱۹۰۶ء سے کئی سال بعد جب مجلس واضعانِ قوانینِ ہند کے متعلق لارڈ مارلے کی نئی تجویز نیابت نے کماحقہ، عملی لباس پہنا تو یہ تقسیم بنگالہ گورنمنٹ کی نگاہ میں بھی اہل بنگالہ کو ضرر رساں نظر آنے لگی اور ان کی شکایت جو ۱۰۔۱۹۰۹ء تک وہمی نظر آ رہی تھی حقیقت کی صورت اختیار کرنے لگی، اور جس کی طرف موجودہ وائسرائے کی گورنمنٹ نے خیال کیا اور قدرتی طور پر کسی ایسی تجویز کی فکر میں لگ گئی کہ جس سے اہل بنگال کی دلجوئی اِس حکم کی نسبت ہو جائے جو پہلے جاری ہو چکا تھا۔ مقام غور ہے کہ کئی سال بعد نئے واقعات نے پیدا ہو کر گورنمنٹ سے وہ کرانا چاہا، جو خدا کے بولے ہوئے الفاظ ۱۹۰۶ء میں بتلا رہے تھے کہ ”پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دل جوئی ہوگی۔“ یہ الفاظ ایک ایسے وقت بولے گئے جب وہ حکم نہ مضرت رساں سمجھا جاتا تھا اور نہ اس کے متعلق کسی دلجوئی کی ضرورت تھی۔ یہ امر ایک طالبِ حق کے لئے اور بھی ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا، جب اُسے معلوم ہوگا کہ حضور وائسرائے بہادر نے یہ ترمیم جو لارڈ کرزن کے حکم میں تجویز فرمائی ہے، اس سے بھی زیادہ تر ان کی غرض وہی دلجوئی ہے کہ جس کی طرف خدا کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں۔ اس مراسلہ میں جو لارڈ ہارڈنگ اور ان کی کونسل کی طرف سے وزیر ہند کی خدمت میں تبدیلی دارالخلافہ اور ترمیم حکم تقسیمِ بنگالہ کے متعلق چار ماہ ہوئے اگست میں لکھا گیا، لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر صاف اور صریح الفاظ میں تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اہم تجویز جو ہمارے زیر نظر ہے، اس کا ایک بھاری مقصد اہل بنگالہ کی دلجوئی ہے، یعنی وائسرائے بہادر اِس تجویز سے اِس زخم پر مرہم لگانا چاہتے ہیں جو تقسیم بنگالہ نے اہل بنگالہ کے دل پر لگا رکھا ہے اور وائسرائے اور اس کی کونسل کے نزدیک دربار دہلی سے بہتر موقعہ اس دلجوئی کا نہیں۔ مقامِ غور ہے کہ شہنشاہِ معظم کا نائب اس عظیم الشان انقلاب کی، جو تبدیلی دارالخلافہ کے ساتھ وابستہ ہے، ایک بھاری وجہ اگر بتلاتا ہے تو وہی دلجوئی اہل بنگال جسے خدا کا نائب آج سے چھ

سال پہلے بر بناء الہام ربانی بتلا چکا ہے' اور یہ دلجوئی حکام بالا دست کی نگاہ میں کچھ ایسی اہم سمجھی جاتی ہے کہ ایک سرکاری دستاویز میں مختلف پیرایوں میں اس دلجوئی کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے اور پھر اس دلجوئی کا اظہار سب سے بڑا عظیم الشان بادشاہ' جو زمین پر خدا کا سایہ ہے' اپنی خوشی کے بہترین وقت میں کرتا ہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ اُس خداوندِ خدا کے بولے ہوئے الفاظ پورے ہوں جو حاکموں کا حاکم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔''

(رسالہ مسیح موعود مصنفہ مسٹر محمد علی ایم اے۔ منقول از خواجہ کمال الدین ص ۱۶۱ تا ۱۶۳)

یہ عبارت کیسی ہوشیاری اور ہواشناسی سے لکھی گئی ہے اس کے راقم کی دور اندیشی اور ہواشناسی کی داد دیئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ کس قدر مختصر مضمون کتنی لمبی عبارت میں ادا کیا ہے' جو اِس شعر کی مصداق ہے:

ملے تو حشر میں لے لُوں زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے یہ طولِ مدعا کے لئے

اس ساری عبارت میں اصل مطلب کے دو ہی فقرے ہیں:

(الف) بنگالیوں کو تقسیم بنگال سے سخت زخم لگا تھا۔

(ب) پیشگوئی کا مطلب یہ تھا کہ تقسیمِ بنگال میں ترمیم ہوگی۔ چنانچہ ترمیم ہوئی۔

حالانکہ منقولہ عبارت از ریویو ۱۹۰۶ء مندرجہ صفحہ ۴۔۵ رسالہ ہٰذا سے صاف ثابت ہے کہ پیشگوئی کا صدق سر فلر گورنر مشرقی بنگال کے استعفا سے پورا ہو گیا تھا مگر بعد منسوخی تقسیم پھر اُسی پیشگوئی کو دہرایا گیا جو کئی سال پہلے بقلم مسٹر محمد علی پوری ہو چکی تھی۔ لطف یہ ہے کہ منسوخی کو ترمیم کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں:

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں

تمام ملک جانتا ہے اور مسٹر محمد علی صاحب کو تسلیم ہے کہ بنگالیوں کو اس بات کا صدمہ تھا کہ بنگلہ زبان بولنے والا ملک کو دو حصوں مغربی اور مشرقی بنگال میں تقسیم کر کے دو گورنروں کے ماتحت کیا گیا۔ بادشاہ نے آ کر دو گورنروں کی بجائے کل صوبہ کو ایک گورنر کے ماتحت کر دیا۔ چنانچہ آج سب کو معلوم ہے کہ صوبہ بنگال کا گورنر ایک ہے۔ یہی بنگالی لوگ چاہتے تھے اور اس کا نام ہے منسوخی تقسیمِ بنگال۔ جس کی نص مرزا صاحب بقلم محمد علی کر چکے تھے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۵ رسالہ ہٰذا) لیکن جب بادشاہ نے تقسیم کو منسوخ کیا تو وہی مسٹر محمد علی جن کے قلم سے پیشگوئی سر فلر تک

صادق ہوکرختم ہوچکی تھی، جومنسوخی تقسیم کی نفی کر چکے تھے‘ اُنہوں ہی نے ہوا کا رُخ دیکھ کرفوراً لکھ دیا کہ پیشگوئی کا مطلب یہی تھا جو بادشاہ نے کیا۔ یہی معنی ہیں:

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

اس کی مثال: ناظرین! آپ حیران ہوں گے کہ مسٹر محمد علی صاحب نے ہوا کا رُخ پہچان کر بات کو کیسے بدلا ہے۔ آپ کو ہم بتاتے ہیں کہ موصوف جس طرح مذہب میں مرزا قادیانی کے مرید ہیں‘ فن بوقلمونی میں بھی انہی سے مستفید ہیں۔ اس کی مثال سنئے:

مرزا صاحب کا الہام ہے ”شاتان تذبحان“ (دو بکریاں ذبح ہوں گی)۔ اس الہام کو آپ نے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں لکھ کر مرزا احمد بیگ والد منکوحہ آسمانی اور مرزا سلطان محمد شوہر منکوحہ آسمانی پر چسپاں کر دیا کہ یہ الہام ان دو کے حق میں ہے یعنی دو بکریوں سے یہ شخص مراد ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷۔ خزائن ج۱۱ص۳۴۱)

پھر کابل میں ان کے دو مرید مولوی عبداللطیف اور ان کا کوئی ساتھی بجرمِ ارتداد قتل کئے گئے تو اسی پیشگوئی کو ان پر چسپاں کر دیا۔ (کتاب تذکرۃ الشہادتین ص۶۷۔ خزائن ج۲۰ص۶۹)

غرض مرزا قادیانی کو اس میں کمال حاصل تھا۔ ایام وبا میں بعض عیّار عطار ایک ہی بوتل سے ہر قسم کے شربت دے دیا کرتے ہیں۔ شربت بنفشہ‘ شربت نیلوفر‘ شربت شفا‘ جتنے شربت ہیں سب ایک ہی بوتل سے دیا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک ہی الہام سے مختلف معانی اور مختلف مصداق بنانا مرزا قادیانی کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کیا سچ ہے:

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے